AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

شدت پسندی کے سدِباب میں اِختلافِ رائے کے آداب
(نبوی تعلیمات اور موجودہ تقاضے)

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری
(ڈین فیکلٹی آف لاء، منہاج یونیورسٹی لاہور)
hasanqadri@mul.edu.pk
ڈاکٹر محمد تاج الدین
(اسسٹنٹ پروفیسر، منہاج یونیورسٹی لاہور)
abhh92@gmail.com

Abstract
Extremism, which has plagued humanity for centuries, not only undermines the foundations of society but also fosters terrorism, disrupting peace and harmony. This article emphasizes that extremism is not tied to any specific religion or sect but is a dangerous ideology that has no place in Islam. The Qur'an and the teachings of the Holy Prophet Muhammad (blessings of Allah and peace be upon him) advocate for ease, moderation, and kindness, even in the face of differences. The Holy Prophet (blessings of Allah and peace be upon him) demonstrated how to soften the hearts of enemies through compassion, thereby eliminating hatred and fostering acceptance of truth. The article highlights the importance of avoiding extremism and adopting a balanced approach in all aspects of life, including religious practices. It cites numerous examples from the life of the Prophet (blessings of Allah and peace be upon him) and his Companions (may Allah be well pleased with them), showing how they avoided harshness and extremism, even in matters of worship. The Holy Prophet (blessings of Allah and peace be upon him) discouraged excessive practices in worship, such as prolonged fasting or continuous prayer, and instead encouraged moderation and ease.

Furthermore, the article explores the contemporary challenges of extremism and suggests that the solution lies in adhering to the teachings of the Holy Prophet (blessings of Allah and peace be upon him) and the practices of his Companions (may Allah be well pleased with them). It concludes by emphasizing that Islam is a religion of peace, tolerance, and moderation, and that any form of extremism is contrary to its true spirit. By fostering brotherhood, understanding, and adherence to the Prophet's teachings, the Muslim community can overcome extremism and work towards the betterment of humanity.

Keywords: Extremism, forbearance, difference, opinion, moderation, kindness, harmony, tolerance.

تمہید

﴿هُوَ ج تَبَيْكُم وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُم فِي لدِّينِ مِن حَرَج مِّلَّةَ أَبِيكُم إِبْرَاهِيمَ (1)﴾

اس نے تمہیں منتخب فرمالیاہے اوراس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔(یہی) تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کادین ہے۔

چنانچہ شدت وغلواور انتہا پسندی سے بچنا ہی اسوۂ رسول ﷺ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی جو آپ ﷺ کے متوازن اسوۂ کریمانہ کو نمایاں کرتاہے اور ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلَكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ(2).

مجھے نہ تو یہود کے اندازِ دین داری کے ساتھ بھیجا گیاہے اور نہ نصرانی مذہبیت کے ساتھ۔ مجھے تو نرمی اور سہولت آمیز شریعت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے (جس میں وسعت وآسائش ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ دین کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(1) الحج،78/22.

(2) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 266/5، الرقم/22345، والطبراني في المعجم الكبير، 216/8، الرقم/7868.

Al-Zumar
AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ(3).

جو سب سے یکسو ہو کر صرف اللہ کے لیے ہو اور جس میں سہولت و آسانی ہو۔

دین داری کا انداز جو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، وہ اس طرح کا موحدانہ طرزِ بندگی ہے جس میں نرمی و میانہ روی بہ درجہ اتم ہو۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

جَاءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ، حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ(4).

کچھ حبشی لوگ عید کے روز آئے اور مسجد میں ہتھیاروں کے ساتھ کھیل اور کرتب کا مظاہرہ کر رہے تھے، جس میں وہ اچھل کود بھی کر رہے تھے۔ تب حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے بھی بلا لیا۔ میں آپ ﷺ کے کندھے پر اپنا سر رکھ کر ان کا کھیل دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ میں نے خود ہی اُن کے کھیل (کرتب) کی طرف سے توجہ پھیر لی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُس روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

لِتَعْلَمَ يَهُودُ أَنَّ فِي دِينِنَا فُسْحَةً، إِنِّي أُرْسِلْتُ بِحَنِيفِيَّةٍ سَمْحَةٍ(5).

تاکہ یہود بہ خوبی یہ بات جان لیں کہ ہمارے دین میں بڑی وسعت اور کشادگی ہے اور مجھے خالص ملت حنیفی کے ساتھ بھیجا گیا ہے، جو نہایت آسان ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں شرک وبت پرستی کو غلط جاننے والے اور عام برائیوں سے دور رہنے والے صاحبِ عزم انسانوں کو حنیف کے نام سے جانا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے قرآن نے ''حَنِيفًا مُسْلِمًا [6]'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ حَنَفَ یَحْنِفُ کا مطلب مڑا ہونا بھی ہے اور سیدھا ہونا بھی۔ اسی طرح برائی چھوڑ کر اچھائی کی طرف آنے والا، غلط راہ سے ہٹ کر سیدھی راہ پر آنے والا اور ہر مذہب سے الگ ہو کر اسلام کو ماننے اور اس پر ثابت قدم رہنے والا بھی ہے [7]۔ گویا حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر طرف سے بالکل ہٹ کر کسی ایک طرف کا ہو جائے۔ چنانچہ حنیفیت کا

(3) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 236/1، الرقم/2107، والطبراني في المعجم الكبير، 227/11، الرقم/11572.
(4) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب صلاة العيدين، باب الرخصة في اللعب الذي لا معصية فيه في أيام العيد، 609/2، الرقم/892.
(5) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 116/6، الرقم/24899.
(6) آل عمران، 67/3.
(7) ممس سے لحا ملوحسے سولس کے کھی مسوسے لس ممس مت سے سہل معقد طهالف س عا ممس مت طوگولحا ملوگس لف طو سے لحا

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

معروف معنی ہے: سب معبودوں سے ناطہ توڑ کر ایک ہی معبود کا ہو رہنا۔ سَمَحًا کے معنی ہیں:[8] میانہ روی، معقولیت، اعلیٰ ظرفی، وسعتِ نظر کے ساتھ آسانی ونرمی، رواداری اور رحم دلی۔ گویا اسلام مذہبی جکڑ بندیوں کا نام نہیں۔ اسلام میں جائز خواہشات کو دبا دینا اور جذبات واحساسات کا قتل جائز نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اسوہ میں ہمیں حنیفیہ اور سمحہ کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ایک طرف ایسے اصول ہیں جن پر کوئی مفاہمت نہیں یعنی باطل سے کوئی سازگاری نہیں، یکسو ہو کر ایک رب کا ہو جانا ہے۔ دوسری طرف دعوت وتربیت، ابلاغ اور قائل کرنے میں کوئی جبر نہیں۔ دعوتی عمل میں حددرجہ معقولیت، مخاطبین کی سہولت کا خیال، نہ ماننے والوں سے کسی الجھاؤ کا شائبہ تک نہ ہونا ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ کے شرک بیزار اعلان کے ساتھ ہر ایک کو

بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا(9).

"لوگوں کو خوشخبری دیا کرو نفرت نہ پھیلایا کرو، لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کیا کرو، مشکلات پیدا نہ کیا کرو۔"

کی نویدِ جاں فزا بھی شریعتِ محمدی کا طرۂ امتیاز ہے۔

اختلاف میں نرمی اور ملاطفت اختیار کرنے کا حکم

ایمان کی بنیاد صحیح عقیدہ پر قائم ہے۔ صحیح عقیدہ ونظریہ کی تشریح وتبلیغ کے لیے باہمی تبادلۂ خیال اور علمی بحث وتمحیص بھی ضروری ہے لیکن اگر اختلاف ہو جائے تو اس صورت میں بھی اعتدال کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جائے کہ نفرت کے بجائے محبت اور اتحاد واتفاق کا ماحول سازگار ہو۔ حسنِ خلق کے ساتھ اگر متفق علیہ امور پیش نظر رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اختلافی اُمور بھی حسنِ انجام کو پہنچ جائیں۔ یہی سنتِ رسول ﷺ ہے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف آرہا تھا۔ اُسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص قبیلے کا برا بھائی یا برا بیٹا ہے۔ پھر جب وہ (آپ ﷺ کے پاس آکر) بیٹھ گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ اسے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی

ملوکہاھف فو سے لحا فلاکحرگھو سے لحا ممس لعرلف طو سے لحا ممس سے گھو یکیچیج س حصہ مسمل سے لحا لعر لھصلا مگر مسعفل ممس سحہ ھف گو مگر گھو ممس ھب لف ممکہ ھف کس (کس کس مسلے لگی لہ وفالمو حمو فلب/ کس کس وفاکس لگی وسا وفاوسا کس لھگ). ھب کھر س ھب ممس ھب معطل ھف علحد. ہے کھ ھف حمعہ سمو کھی ھب لھصلا حسے س ھب: ھبطر ممس کے طاس ھبطر کے کھی 57/9.

(8) ابن منظور، لسان العرب، 489/2.

(9) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب في الأمر بالتيسير وترك التنفير، 1358/3، الرقم/1732، وأحمد بن حنبل في المسند، 399/4، الرقم/19588، وأبوداود في السنن، كتاب الأدب، باب في كراهية المراء، 260/4، الرقم/4835.

Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347
AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)

سے ملے۔جب وہ چلا گیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا:

يَارَسُولَ اللَّهِ، حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ، مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا؟! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ القِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ»[10].

یارسول اللہ! جب آپ نے (دور سے) اسے دیکھا تو آپ نے اس کے متعلق یہ یہ کلمات فرمائے تھے اور جب آپ اس سے ملے تو نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے پیش آئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! تم نے کب مجھے درشت گو دیکھا ہے؟ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں لوگوں میں سے بدترین وہ آدمی ہوگا جس کے شر اور برائی سے بچنے کے لیے لوگ اس سے میل ملاقات چھوڑیں گے۔"

ناپسندیدہ شخص کے ساتھ بھی ملاطفت و نرم مزاجی اور حسنِ کلام سے پیش آنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔

عبادات میں بھی خود اذیتی اور غلو کی ممانعت

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ اعتدال و میانہ روی کا درس دیا حتی کہ عباداتِ الٰہی میں بھی راہِ اعتدال کی تلقین کی گئی ہے۔کتب احادیث میں متعدد واقعات کا ذکر ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز روزہ جیسی عبادت کی ادائیگی میں بھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم و صحابیات رضی اللہ عنھن کو غیر معتدل اور شدت پسندی کے شوق کی حوصلہ شکنی کی۔

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی حضرت ابو اسرائیل رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے، کھڑے رہنے، سایہ نہ کرنے اور بات نہ کرنے کی نذر مان لی۔رسول اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا:

مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ[11].

اسے کہو کہ بات چیت کرے۔سایہ میں بیٹھ جائے اور اس دن کا روزہ پورا کرے۔

2۔ مشہور صحابیہ حولاء بنت تُوَیت بہت عبادت گزار تھیں اور رات بھر جاگ کر عبادت کرتی تھیں۔ایک مرتبہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور رسول اکرم ﷺ کے سامنے سے گزریں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا:

هَذِهِ الحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ، وَزَعَمُوا أَنَّهَا لَا تَنَامُ اللَّيْلَ.

یہ حولا بنت تُوَیت ہیں۔لوگوں کا خیال ہے کہ یہ رات بھر نہیں سوتیں۔

---

[10] أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأدب، باب لم يكن النبي ﷺ فاحشا ولا متفحشا، 2244/5، الرقم/5685.
[11] أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الايمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، 2465/6، الرقم/6326.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

آپ ﷺ نے اس عمل پر حیرت کا اظہار کر کے فرمایا:

لَاتَنَامُ اللَّيْلَ، خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ. فَوَاللهِ، لَا يَسْأَمُ اللهُ حَتَّى تَسْأَمُوا[12].

کیا رات بھر نہیں سوتی! تم اتنا ہی عمل اپناؤ جتنے کی تم میں سکت اور طاقت ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تو نہیں تھکے گا البتہ تم خود تھک جاؤ گے۔

3۔ حضرت زینب ایک انتہائی عبادت گزار صحابیہ تھیں۔ انہوں نے مسجد کے دو ستونوں سے ایک رسی باندھ رکھی تھی۔ جب تھک جاتیں تو اس کے سہارے عبادت کرتی رہتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وہ رسّی دیکھی تو اسے لٹکانے کا سبب دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا نے باندھی ہے جب وہ نماز میں کھڑی کھڑی تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لے لیتی ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا، حُلُّوهُ، لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ[13].

یہ رسی نہیں ہونی چاہیے، اسے کھول ڈالو۔ تم میں ہر شخص کو چاہیے جب تک طبیعت ہشاش بشاش رہے نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے (اور آرام کرے)۔

اس ارشاد گرامی میں بھی آپ ﷺ نے عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کی ترغیب دی اور اس میں بہت ہی زیادہ مستغرق ہو جانے سے منع فرمایا تاکہ عبادت پوری بشاشت کے ساتھ ہو۔

4۔ صحیحین میں مروی ایک حدیث کے مطالعہ سے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی اعمال کی بجا آوری میں غلو اور شدت پسندی اور اس سے رسول اکرم ﷺ کے اختلاف کا حال واضح ہو جاتا ہے۔ ان تین مخلص و طالبِ حق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ازواج مطہرات سے رسول اکرم ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا اور جب ازواج مطہرات نے ان کو معمولات نبوی بتائے تو ان کو کم سمجھا اور رسول اکرم ﷺ کے مغفور اور رسول ہونے پر ان کو محمول کیا۔ ایک نے عہد کیا کہ وہ ساری رات ہمیشہ نماز پڑھا کریں گے، دوسرے نے ہمیشہ روزے رکھنے اور گوشت نہ کھانے کا عہد کیا، تیسرے نے نکاح نہ کرنے اور عورتوں سے دور رہنے کا عہد کیا۔ ان کی بات چیت جاری تھی کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔

آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا:

أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللهِ، إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي[14].

---

(12) أخرجه مسلم في كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب أمر من نعس في صلاته، 542/1، الرقم/785.

(13) أخرجه البخاري في الصحيح، أبواب التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، 386/1، الرقم/1099.

(14) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب النكاح باب الترغيب في النكاح، 1949/5، الرقم/4776، ومسلم، الصحيح، كتاب النكاح باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنه واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم، 1020/2، الرقم/1401، وأحمد بن حنبل، المسند، 285/3،

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

کیا تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ خبردار! اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں، مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (یہ میری سنت ہے)، جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

الغرض! بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جذبۂ دینی اور شوقِ عبادت میں غلو کی وجہ سے اس طرح کے کئی واقعات پیش آئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشادات گرامی میں انہیں اعتدال و میانہ روی کا حکم دیا اور عبادات کی بجاآوری میں بھی شدت پسندی کو ناپسند فرمایا۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نبوی تعلیمات کے نتیجے میں اعتدال پسند تھی، وہ دین میں شدت پسندی کی حوصلہ شکنی کرتے۔ اگر وہ اپنے کسی دوسرے دینی بھائی کو حد اعتدال سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھتے تو عملاً انہیں روکتے اور زندگی میں اعتدال و میانہ روی اپنانے کی نصیحت کرتے

مخالف پر طعن و تعریض کی ممانعت

اگر اختلاف رائے ہو جائے یا کسی شخص کو دیکھیں کہ وہ کسی اور فکر و نظریہ کا پیروکار ہے تو اس پر تنقید و طنز کرنا منشاء اسلام کے خلاف ہے۔ حدیث پاک میں تو سزا یافتہ گناہ گار پر بھی طعن و تشنیع اور ملامت کی ممانعت آئی ہے۔ کتب احادیث میں درج ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے خلافِ شرع اُمور انجام دینے والوں پر طعن و تشنیع کی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اس سے بھی منع فرمادیا۔ فرمایا کہ وہ یا تو گناہ کے باوجود اچھی صفات کے مالک تھے یا توبہ کرکے اور سزا پاکر مغفرت کے مستحق ہو چکے تھے۔

1۔ ایک صحابیِ رسول حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، جو حمار کے لقب سے مشہور تھے، ایک بار جب کسی معاملے میں اُن پر حد نافذ ہوئی تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان پر لعنت کی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَلْعَنُوْهُ، فَوَاللهِ، مَا عَلِمْتُ إِنَّهٗ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ [15].

اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں تو اس کے متعلق یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

اس روایت کو بیان کرنے کے لیے امام بخاری نے جو باب قائم کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ائمہ کرام بھی دینی امور کے بارے میں تشدد پسند نہ تھے۔ انہوں نے باب کا عنوان قائم کیا اس کا ترجمہ ہے: ”باب: شراب پینے والے پر لعنت نہیں کرنی چاہیے اور یہ کہ شراب خور اسلام سے نکل نہیں جاتا۔“ معلوم ہوا کہ امام بخاری نے اس حدیث مبارک سے یہ استنباط کیا کہ کسی بھی کلمہ گو کو محض کسی گناہ کے ارتکاب سے

الرقم/14077.

(15) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر وإنه ليس بخارج من الملة، 6/2489، الرقم/6398.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

خارج از اسلام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

2۔ یہ اَمر متعدد ارشاداتِ رسول ﷺ سے ثابت ہے جیسا کہ کتبِ احادیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک جلیل القدر صحابی رسول حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی بینائی کی کمزوری اور باد و باراں میں سیلاب کی وجہ سے مسجد میں آنے جانے میں دشواری محسوس کی تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو جائے نماز قرار دے لوں۔ چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی خواہش کے مطابق گھر کے ایک کونے میں نماز پڑھائی۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی زیارت کے لیے محلّہ کے لوگ جمع ہوگئے۔ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ مالک بن الدُّخَیْشِن یا ابن دُخشُن کہاں ہے؟ کسی نے کہا: وہ تو منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسا کہنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

لَا تَقُلْ ذٰلِکَ، أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، يُرِيْدُ بِذٰلِکَ وَجْهَ اللهِ(16).

ایسا مت کہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کیا ہے اور اس اقرار سے مقصود خالص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔

3۔ حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کے ارتکاب گناہ کے اقرار پر اُن پر حد لاگو کرنے کا واقعہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن پر حد لاگو ہونے کے دو تین روز بعد فرمایا:

اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: فَقَالُوْا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ(17).

''ماعز بن مالک کے لیے بخشش مانگو۔'' راوی کہتے ہیں: لوگوں نے کہا: اللہ ماعز بن مالک کو معاف فرمائے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ پوری امت کے گناہ گاروں میں بانٹ دی جائے تو سب ہی کے لیے کافی ہو جائے۔''

جب حضور نبی اکرم ﷺ نے گناہ کے مرتکب کو توبہ اور سزا کے بعد بخشش کی نوید سنائی تو ضروری ہے کہ اختلافی مسائل میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بہترین اسوۂ حسنہ کے مطابق حسن خلق کا رویہ اپنایا جائے۔ آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی اپنی جان کے دشمنوں سے خیر خواہی اور صالح جذبات پر مبنی رویہ اپنایا۔

غلو اور شدت پسندی کے سدِباب کے عصری تقاضے

جہاں تک اور جیسے بھی ممکن ہوسکے ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم تمام مسائل کا حل تعلیماتِ نبوی ﷺ، اسلاف کے عملی کردار اور ائمہ کرام

---

(16) أخرجه البخاري في الصحيح، أبواب المساجد، باب المساجد في البيوت وصلى البراء بن عازب في مسجده في داره جماعة، 164/1، الرقم/415، ومسلم في الصحيح، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر، 455/1، الرقم/33.

(17) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، 1322/3، الرقم/1665.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

کے فرامین وفتاویٰ سے نکالیں۔ ائمہ کرام نے اختلافات رونما ہونے کے متعدد اسباب بیان کیے ہیں۔ قبیح اسباب کی بناپر جواختلافات رونما ہوتے ہیں وہ مذموم ہو جاتے ہیں۔ ایسے اختلافات کے متعدد اسباب میں سے دواہم سبب یہ ہیں:

1۔ وہ اختلاف جو جہل کی بناپر ہو۔

2۔ وہ اختلاف جو محض تعصب اور نفس پرستی کی وجہ سے ہو۔

(1) جہل (لاعلمی) کی بناپر اختلاف

اختلاف کی وجوہات میں سے ''جہالت'' ایک اہم سبب ہے جس کی بناپر اختلافات رونما ہوتے ہیں۔ یادرکھیں! شرعی مسائل کے لیے استنباط کے لیے محض علم وعقل ہی کافی نہیں ہوتے۔ ائمہ واسلاف نے احکام شریعت کے استنباط واستخراج کے لیے قوی اصول وضع کیے ہیں جن کے مطابق ہی درست اور صحیح راہ ملتی ہے، ہر شخص کی رائے زنی، ہر کس وناکس کی مداخلت اور فتویٰ بازی نے امت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔

مذاہب سے ناواقفیت، احکام کے مابین درجات اور ان کے حدود سے عدم معرفت، جس امر میں گفتگو ہو رہی ہے اس میں مہارت کا فقدان اور اس کے لوازم ومقتضیات سے عدم آگہی ایسا سنگین وخطرناک مرض ہے جس نے امت کو اختلاف وانتشار کا شکار بنا کر رکھ دیا ہے۔ حدیث پاک میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰی إِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا[18].

بے شک اللہ تعالیٰ علم کو بندوں کے سینوں سے یک لخت سلب کرتے ہوئے نہیں اٹھائے گا، بلکہ وہ علماء کی وفات کے ذریعے علم کو اٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب وہ (دنیا میں) کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ (معاملاتِ دین میں بھی) جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر کسی علم کے فتویٰ دیں گے۔ سو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ اگر معلوم نہیں ہے تو ''وَاللّٰہُ أَعْلَمُ وَرَسُولُهُ'' اور ''لَا أَدْرِي'' کہہ کر بات ختم کردے۔ اگر اس کے بس میں دوسرے سے معلوم کرنا ہو تو کوشش کرلے لیکن جس کا تعلق دین کے کسی بھی شعبہ سے نہیں اسے ہرگز دین کے مسائل میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے کہ بلا علم فتویٰ بازی سراسر گمراہی ہے۔

---

(18) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم، 50/1، الرقم/100، ومسلم في الصحيح، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، 2058/4، الرقم/2673، والترمذي في السنن، كتاب العلم، باب ما جاء في ذهاب العلم، 31/5، الرقم/2652.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

تعصب ونفس پرستی کی بناپر اختلاف

معاشرے میں نسلی تفاخر، مسلکی نظریات اور علاقائی تعصب وعناد بھی اختلافات کا باعث ہوتا ہے۔ محض نفسانی خواہش کی تکمیل اور جذبات کی تسکین کے لیے بھی اختلاف رونما ہونا آج کا بڑا المیہ ہے۔ یہود ونصاریٰ کا اپنے نبیوں سے جبکہ کفار ومشرکینِ مکہ کا اسلام اور داعی اسلام سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے اختلاف وعناد کا بنیادی سبب قبائلی تفاخر اور تعصب ہی تو تھا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارک میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ، ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ [الزخرف، 58/43].[19]

جو قوم بھی ہدایت پر رہنے کے بعد گمراہ ہوتی ہے وہ (اس کے بعد) باہمی جھگڑوں میں ہی مشغول رہتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”وہ آپ سے یہ بات محض جھگڑنے کے لیے کرتے ہیں، بلکہ وہ لوگ بڑے جھگڑالو ہیں۔“

اس حدیث کی شرح میں علامہ مبارک پوری نے لکھا ہے:

وَقِيلَ: الْمُرَادُ هُنَا الْعِنَادُ، وَالْمُرَادُ فِي الْقُرْآنِ ضَرْبُ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ لِتَرْوِيجِ مَذَاهِبِهِمْ وَآرَاءِ مَشَايِخِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ لَهُمْ نُصْرَةٌ عَلَى مَا هُوَ الْحَقُّ، وَذَلِكَ مُحَرَّمٌ.[20]

کہا گیا ہے کہ یہاں جدل سے مراد مخالفت ہے اور قرآن میں جدل کا معنی اپنے مذاہب اور مشائخ کی آراء کی ترویج کی خاطر ایک دوسرے کو زدوکوب کرنا ہے جبکہ ان کا مقصد نصرت حق بھی نہ ہو، اور یہ حرام ہے۔

یہ دو اسباب بہت ہی اہم ہیں جو اختلاف کو جنم دیتے ہیں۔ باقی دیگر اسباب پر غور کیا جائے تو وہ سب انہی دو کا شاخسانہ نظر آئیں گے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے عہدِ زرّیں میں بھی اختلافات رونما ہوئے۔ عہدِ رسالت آب ﷺ میں اختلاف کے جو واقعات پیش آئے ان میں غور وخوض کرنے سے اختلاف کے اُصول وآداب اخذ ہوتے ہیں۔

ایک حدیثِ پاک میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(19) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الزخرف، 378/5، الرقم/3253، وأحمد بن حنبل في المسند، 252/5، 256، الرقم/22218، 22258، والطبراني في المعجم الكبير، 277/8، الرقم/8067.

(20) المباركفوري في تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، 93/9.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

اِخْتِلَافُ أُمَّتِي رَحْمَةٌ(21).

میری امّت میں اختلافِ رائے رحمت (ووسعت کا باعث) ہے۔

عہدِ رسالت مآب ﷺ میں سے شدت پسندی کے سدِباب کے حوالے سے آدابِ اختلاف کی بعض مثالیں درج ذیل ہے:

فرامین رسول ﷺ سے شدت پسندی کا سدِباب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتی الامکان اختلاف سے اجتناب کی کوشش کرتے تھے۔ وہ بحث مباحثہ میں پڑنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں مسائل و معاملات کا حل تلاش کر لیا کرتے تھے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو آدمی سفر پر نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرا لی اور دوسرے نے نہ دہرائی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنا مسئلہ بتایا۔ آپ ﷺ نے نماز نہ دہرانے والے سے فرمایا:

«أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ».

"تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہارے لیے تمہاری نماز کافی ہو گئی۔"

اور وضو کر کے نماز دہرانے والے سے فرمایا:

«لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ»(22).

"تمہارے لیے دہرا اجر ہے۔"

قرآن مجید میں وضو کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرنے کا حکم ہے، لیکن تیمم کر کے نماز پڑھنے کے بعد وقت کے اندر پانی مل جائے تو نماز کو دہرانے کا حکم مذکور نہیں ہے، جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف ہوا اور جب دونوں نے براہِ راست اپنا مسئلہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔ اِس اختلاف نے ایک قضیہ کا تصفیہ بھی کر دیا اور اُمت کے لیے سہولت

---

(21) ذكره الجصاص في أحكام القرآن، 314/2، والغزالي في إحياء علوم الدّين، 27/1، والنّووي في شرح صحيح مسلم، 91/11-92، والملا علي القاري في مرقاة المفاتيح، 59/1، والهنديّ في كنز العمّال، 59/10.

(22) أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الطهارة، باب في المتيمم يجد الماء بعد ما يصلي في الوقت، 93/1، الرقم/338، والنسائيَ في السنن، كتاب الغسل والتيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلاة، 213/1، الرقم/433، والحاكم في المستدرك، 286/1، الرقم/632، والطبراني في المعجم الأوسط، 48/8، الرقم/7922.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

بھی پیدا ہو گئی۔

اختلافِ آراء کی صورت میں دوسرے کی رائے کے احترام سے شدت پسندی کا سدِباب

جن اُمور میں تاویل ممکن ہوتی ان میں رسول اللہ ﷺ ان کی تصویب فرماتے اور ان کے استنباط کو درست قرار دیتے۔ ہر صحابی کو یہ احساس بھی رہتا کہ اس کے بھائی کی رائے بھی اسی طرح درست ہو سکتی ہے جیسے اس کی نظر میں اپنی رائے درست اور برحق ہے۔ یہ احساس ہی اس بات کا ضامن ہے کہ اپنے بھائی کا احترام کیا جائے اور تعصب سے دُور رہا جائے۔ اس کی مثال غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق ایک طویل روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کے نتیجے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی۔ واقعہ یہ ہے کہ جنگ بدر میں قریش کے ستر بڑے بڑے آدمی گرفتار ہو کر جب بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم سے رائے طلب کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ان قیدیوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے فدیہ لینے کی تھی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ان قیدیوں کی تہ تیغ کرنے کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی اور آپ ﷺ نے اس کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔ مذکورہ روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مختلف آراء سن کر گھر تشریف لے گئے۔ کوئی کہتا تھا کہ آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کریں گے اور کوئی کہتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے قبول کی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَهَوِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَلَمْ يَهْوَ مَا قُلْتُ(23)۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور میری رائے کو نہ کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف رائے کی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے بلا چون وچرا تسلیم کیا۔ اگر اختلاف منع ہوتا تو آیت ممانعتِ اختلاف پر نازل ہوتی جبکہ سورۃ الانفال کی درج ذیل آیات میں ممانعتِ اختلاف کی بجائے اُلوہی منشا کا اظہار کیا گیا:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسۡرَىٰ حَتَّىٰ يُثۡخِنَ فِي ٱلۡأَرۡضِۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ ٱلدُّنۡيَا وَٱللَّهُ يُرِيدُ ٱلۡأٓخِرَةَۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٞ ٦٧ لَّوۡلَا كِتَٰبٞ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيمَآ أَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٞ﴾ [الأنفال، 8/67-68]

(23) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر وإباحة الغنائم، 3/1383-1385، الرقم/1763.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں کہ اس کے لیے (کافر) قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں ان (فتنہ پرور اور دہشت گرد محاربین) کا اچھی طرح خون نہ بہا لے۔ تم لوگ دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو، اور اللہ آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے، اور اللہ خوب غالب حکمت والا ہے o اگر اللہ کی طرف سے پہلے ہی (معافی کا حکم) لکھا ہوا نہ ہوتا تو یقیناً تم کو اس (مال فدیہ کے بارے) میں جو تم نے (بدر کے قیدیوں سے) حاصل کیا تھا بڑا عذاب پہنچتاo

اِس سے ثابت ہوا کہ نیک نیتی سے راست فیصلہ تک پہنچنے کے لیے اختلاف کرنا منع نہیں، شدت پسندی کی منع ہے۔ کسی مسئلہ پر اختلافِ رائے کا پایا جانا ایک فطری عمل ہے مگر اس بنا پر باہمی تنازع اور تفرقہ پروری ناپسندیدہ عمل۔ دوسرے کی رائے کو اہمیت و احترام دینا بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی سماجی مسائل میں بسا اوقات دو فریقوں میں اختلاف ہوتا تھا مگر وہ اپنی اثر انگیزی کے لحاظ سے ایک طبقہ کو اور کبھی کبھی سماج کے متعدد طبقات کو لپیٹ میں لیتا۔ ایسی صورت حال میں رسول اللہ ﷺ بطور رہبر برحق درست رہنمائی فرماتے۔

انسانی طبائع کے پیش نظر ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن نے بھی بعض اوقات اختلاف رائے کا اظہار کیا مگر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے بے پایاں مہر و محبت کی وجہ سے اسے نظر انداز کیا اور مثالی ہدایت و رہنمائی فرمائی۔ ازواجِ مطہرات میں سے آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے مختلف رائے پیش کی۔ ایک روایت میں ہے کہ مرض الوفاۃ میں رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہیں وہ نماز کی امامت کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ بہت رقیق القلب شخص ہیں، آپ کی (امامت کے لیے مختص) جگہ (مصلے پر) کھڑے ہوں گے تو (بہ وجہ وفورِ رقت) اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکیں گے۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیجیے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ (24).

تم تو یوسف والی عورتوں (زنانِ مصر) کی طرح (بے جا اصرار کرنے والی) معلوم ہوتی ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

لہٰذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں لوگوں کو 17 نمازیں پڑھائیں۔ (25)

بے جا اختلاف سے اجتناب سے شدت پسندی کا سدِ باب

---

(24) أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب الجماعة والإمامة، باب حد المريض أن يشهد الجماعة، 236/1، الرقم/633، ومسلم في الصحيح، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما من يصلي بالناس، 313/1، الرقم/418، وأحمد بن حنبل في المسند، 210/6، الرقم/25802.

(25) ذكره ابن سعد في الطبقات الكبرى، 223/2، وابن الأثير في الكامل في التاريخ، 186/2.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

رسول اللہ ﷺ نے اتفاق اور باہم جڑے رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اختلاف سے بچنے کی تاکید فرمائی کہ یہ باعث ہلاکت ہے۔

1۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے باہمی اختلافات کو دلوں کا اختلاف قرار دیا:

وَلَا تَخْتَلِفُوا، فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ(26).

اِختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اِختلاف پیدا ہو جائے گا۔

2۔ صحابہ کرام بھی سمجھتے تھے کہ بے جا اختلاف کا نتیجہ کبھی خیر نہیں ہوتا بلکہ شر ہی ہوتا ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلْخِلَافُ شَرٌّ(27).

مخالفت کرنا شر ہے۔

آج اگر کوئی شدت پسندی سے نجات کا خواہاں ہے تو اس کا پہلا قدم ہی اسوۂ رسول ﷺ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چل کر بے جا مخالفت کی روش کو ترک کرنا ہے۔

اختلاف کے مہلک نتائج و عواقب سے آگاہی کے ذریعہ شدت پسندی کا سدِباب

1۔ حضور نبی اکرم ﷺ اختلاف کے پنپنے سے پہلے ہی اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تادیب فرمادیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں ایک روز دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اتنے میں آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں جو ایک آیت کے بارے میں (ایک دوسرے سے) اختلاف کر رہے تھے۔ ان کی آواز سن کر آپ ﷺ باہر تشریف لائے درآنحالیکہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر غصے کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ»(28).

”تم سے پہلے کے لوگ کتاب اللہ کے بارے میں اختلاف کرنے سے ہی ہلاک ہو گئے۔“

2۔ حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے ایک شخص کو قرآن کی ایک آیت اس طرح پڑھتے سنا جو اس طریقہ کے خلاف پڑھ رہا تھا جسے میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سن رکھا تھا۔ میں اُس شخص کو لے کر رسول

(26) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها، 323/1، الرقم/432.
(27) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها، 323/1، الرقم/432.
(28) أخرجه عبدالرزاق في المصنف، 516/2، الرقم/4269.

اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا تو آپ ﷺ نے ہماری بات سن کر ارشاد فرمایا: تم دونوں کی قراءت ٹھیک ہے۔ راوی حدیث کے مطابق اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

لَا تَخْتَلِفُوْا، فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا(29).

اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کرکے ہلاک ہوگئے۔

اس ارشاد گرامی میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُمتِ مسلمہ کو اختلاف کے مہلک نتائج و عواقب سے آگاہ فرما کر اس سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے قرآنِ حکیم کے اُصول و آداب بطورِ خاص سکھلائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ(30).

قرآن مجید پڑھتے رہو جب تک تمہارے دل ملے رہیں اور جب تم میں اختلاف ہو جائے تو اس سے اُٹھ کھڑے ہو۔

یعنی آپ ﷺ نے قرأت یا آیات کے معانی میں اختلاف کی صورت میں قرآنِ حکیم پڑھنے سے اس وقت تک کے لیے منع فرمادیا جب تک ایسا بحث و مباحثہ جو موجبِ اختلاف ہو، ختم نہ ہو جائے اور احساسات و جذبات اور دل پر سکون نہ ہو جائیں۔ ہاں جب دل پر سکون ہو کر آپس میں مل جائیں اور فہم و شعور کی مخلصانہ خواہش جاگ اُٹھے تو پھر قرأت و آیات میں تدبر کا آغاز کردیں۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اختلاف سے بچنے کی کوششوں کے باوجود اگر کسی معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف ہو جاتا تو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے وہ فوراً فیصلہ لے لیتے جس سے ان کا سارا اختلاف دُور ہو جاتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے مستنبط اختلاف رائے کے آداب و اصول سے شدت پسندی کا سدِ باب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہ راست حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے تربیت یافتہ تھے۔ دین کو اس کی اصل روح کے مطابق سمجھنے کے باوجود بھی ان کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف رائے تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے اجتہادی اختلاف رائے رکھنے کے باوجود ہمیشہ پیار و محبت اور ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(29) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأنبياء، باب حديث الغار، 3/1282، الرقم/3289.

(30) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب كراهية الاختلاف، 6/2680، الرقم/6930، ومسلم في الصحيح، كتاب العلم، باب النهي عن اتباع متشابه القرآن والتحذير من متبعيه والنهي عن الاختلاف في القرآن، 4/2054، الرقم/2667، وأحمد بن حنبل في المسند، 4/313، الرقم/18836.

AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)
Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

اِخْتِلَافُ أَصْحَابِي لَكُمْ رَحْمَةٌ(31).

میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے باعث رحمت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعد والوں کے لیے بہترین نظائر چھوڑے کہ اہل علم مضبوط و مستحکم دلائل کی بنیاد پر ایک دوسرے سے اختلاف رائے کر سکتے ہیں مگر اختلاف رائے کے آداب کا ضرور خیال رکھیں۔ شدت پسندی سے دور رہیں۔

حاصل بحث

عصر حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں شدت پسندی کا سدِ باب کیا جائے۔ مسلکی اور فروعی اختلافات کی بنا پر تکفیری اور تشدیدی رویہ اختیار کرنا مزاجِ اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام حلم و برداشت اور عفو و درگزر کی تلقین کرتا ہے۔ دین اعتدال و توازن اور عدل و قسط کا نام ہے، جو بھی اس میں تشدید لائے گا دین کی فطرتِ حلم اس پر غالب آ جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ. فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا(32).

بے شک دین آسان ہے یعنی دین آسانی کا نام ہے۔ جو کوئی بھی دین میں سختی کرے گا، دین اُس پر غالب آ جائے گا۔ پس درست رہو اور ایک دوسرے کو قریب کرو اور ایک دوسرے کو خوش خبریاں سناؤ۔

عصری حاضر میں مسلکی وابستگی میں اس حد تک شدت پسندی پائی جاتی ہے کہ لوگ اپنے مسلک کے خلاف کسی قسم کی بات سننے کو تیار نہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے ان کی تربیت مذہبی شدت پسندی کے ماحول میں ہوئی ہے، عامۃ الناس قرآن و حدیث کے علم سے ناآشنا ہیں۔ حالانکہ نبوی تعلیمات کے مطابق اجتہادی رائے کی بنیاد پر اختلاف رائے رکھنا صواب و خطا کا مسئلہ ہے نہ کہ ایمان و کفر کی جنگ۔ تمام ائمہ مذاہب نے اپنی فقہ کے اصول و قوانین وضع کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اگر ان کی کوئی رائے قرآن و سنت کے خلاف پائی جائے تو اس پر قطعاً عمل نہ کیا جائے بلکہ اسے اٹھا کر دیوار پہ دے مارو۔ لہٰذا فقہی مسائل میں علمی و تحقیقی بنیادوں پر اختلاف رائے ہونے کی صورت میں نبوی تعلیمات کی روشنی میں مسلکی شدت پسندی میں کمی اور مختلف مسالک کے مابین ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ یاد رکھیں دین کے نام پر جن سرگرمیوں سے تشدید و تکفیر جنم لے، وہ دین نہیں بلکہ دین دشمنی ہے۔ حکیم الامت نے کیا خوب فرمایا ہے:

---

(31) ذکرہ العجلوني في كشف الخفاء ومزيل الإلباس، 66/1.
(32) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدين يسر، 23/1، الرقم/39.

Al-Zumar
Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347
AL-ZUMAR
Vol. 3 No. 01 (2025)

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت

وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کا مقصد پوری انسانیت کی فلاح اور ترقی ہے۔ شدت پسندی کی سوچ سے اسلامی معاشرے کو بے حد نقصان پہنچتا ہے۔ دین دشمن طاقتوں کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح باہمی اختلافات پیدا کرکے مسلمانوں میں انتشار پھیلائیں۔ نبوی تعلیمات نے ان سارے تصورات کا سدِباب کر دیا ہے جن سے انتہاء پسندانہ سوچ جنم لیتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے تعصب وانتہا پسندی کی حوصلہ شکنی فرمائی اور اعتدال و میانہ روی کا درس دیا۔ اسلام امن و سلامتی کا داعی ہے اور زندگی کے ہر معاملے میں اس کا رویّہ مصالحت آمیز اور روادارانہ ہے۔ انتہاء پسندی سے معاشرتی امن تباہ ہو جاتا ہے۔ گزشتہ اُمتیں عقائد کے باب میں شدت وانتہاء پسندی کی بناء پر ہلاک ہوئیں۔ شدت پسندی کے سدِباب کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان باہم اُخوت وبھائی چارہ کو فروغ دیں اور اختلاف وانتشار کے تمام اسباب سے دور رہیں۔

مصادِر و مراجع

1- القرآن الكريم.

2- ابن الأثير، أبو الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري (555ھ-630ھ/1160م-1233م). الكامل في التاريخ. بيروت،لبنان: دار صادر، 1399ھ/1979م.

3- احمد بن حنبل، ابو عبد الله بن محمد (١٦٤,٢٤١هـ/٧٨٠,٨٥٥ء). المسند. بيروت، لبنان: المكتب الاسلامي، ١٣٩٨هـ/١٩٧٨ء.

4- البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن مغيرة (194ھ-256ھ/810م-870م). الجامع الصحيح. بيروت، لبنان: دار القلم، 1401ھ/1981م.

5- الترمذي، أبو عيسىٰ محمد بن عيسىٰ ابن سورة بن موسىٰ بن ضحاک السلمي الترمذي (209ھ-279ھ/825م-892م). السنن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

6- الجصاص، أبو بکر أحمد بن علي الرازي الجصاص الحنفي (917م-942م/305ھ-370ھ). أحكام القرآن. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث، 1405ھ.

Online ISSN: 3006-8355
Print ISSN: 3006-8347

7- الحاکم، أبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبي الطهماني النيسابوري (321ھ-405ھ/933م-1014م). المستدرک علی الصحيحين. بیروت، لبنان: دار الکتب العلمية، 1411ھ/ 1990م.

8- أبو داود، سليمان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجستاني (202ھ-275ھ/ 817م-889م). السنن. بیروت، لبنان: دار الفکر، 1414ھ/1994م.

9- ابن سعد، أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منيع الزهري البصري (168ھ-230ھ/784م-845م). الطبقات الکبری (القسم المتمم لتابعي أهل المدينة ومن بعدهم). المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية: مكتبة العلوم والحكم، 1408ھ.

10- الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللّخمي الشامی الطبراني (260ھ-360ھ/873م-971م). المعجم الکبير. القاهرة، مصر: مكتبہ ابن تيمية.

11- الطبراني، أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللّخمي الشامی الطبراني (260ھ-360ھ/873م-971م). المعجم الأوسط. القاهرة، مصر: دار الحرمين، 1415ھ.

12- عبد الرزاق، أبو بکر، عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (126ھ-211ھ/744م-826م). المصنف. بیروت، لبنان: المکتب الإسلامی، 1403ھ.

13- العجلوني، أبو الفداء إسماعيل بن محمد الجراحي (1087ھ-1162ھ/1676م-1749م). كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس. القاهرة، مصر: مكتبة القدسي، 1351ھ.

14- الغزالي، حجة الإسلام إمام أبو حامد محمد بن محمد بن محمد بن علي الغزالي الطوسي (450ھ-505ھ). احياء علوم الدين. دار المعرفة - بيروت.

15- المباركفوري، أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (ت: 1353ھ). تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.

16- ابن منظور، أبو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم بن علي بن احمد بن ابي قاسم بن حبقه افريقي المصري(٦٣٠,٧١١ھـ/ ١٢٣٢,١٣١١ء). لسان العرب. بيروت، لبنان: دار صادر.

17- مسلم، أبو الحسين مسلم ابن الحجاج بن مسلم بن ورد القشيري النيشابوري (206ھ-261ھ/821م-875م). الجامع الصحيح. بیروت، لبنان: دار

إحياء التراث العربي.

18- الملا علي القاري، علي بن سلطان محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي الحنفي (ت: 1014ھ/1606م). مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1422ھ/2001م.

19- النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي بن سنان بن بحر بن دينار (215ھ-303ھ/830م-915م). السنن. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1416ھ/1995م + حلب، شام: مكتب المطبوعات الإسلامية، 1406ھ/1986م.

20- النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1392ھ.

21- الهندي، حسام الدين علاء الدين علي المتقي (ت: 975ھ). كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، 1399ھ/1979م.